تَحصِیلُ الْغَنَائِمِ وَالْبَرَکَاتِ بِتَفْسِیرِ سُورَۃِ وَالْعَادِیَاتِ

اُردو ترجمہ بنام

معارف و برکات سورۂ والعادیات

تصنیف

برکۃ المصطفیٰ فی الہند شیخ مُحقّق شاہ عبدالحق مُحدِّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(متوفی: ۱۰۵۲ھ)

ترجمہ و تعلیقات و حالاتِ مؤلّف

غلام جیلانی چاچڑ نقشبندی

(فاضل جامعہ انوار العلوم ملتان)

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

تَحْصِیْلُ الْغَنَائِمِ وَالْبَرَکَاتِ
بِتَفْسِیْرِ سُوْرَۃِ وَالْعَادِیَاتِ

اُردو ترجمہ بنام

معارف و برکات سورۃ والعادیات

تصنیف

برکۃ المصطفیٰ فی الہند شیخ محقق شاہ عبدالحق محدِّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(متوفی: ۱۰۵۲ھ)

ترجمہ و تعلیقات و حالاتِ مؤلف

غلام جیلانی چاچڑ، نقشبندی

(فاضل جامعہ انوار العلوم ملتان)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنت، پاکستان

نام کتاب: تحصیل الغنائم والبرکات بتفسیر سورۃ العادیات

مُصنّف : شیخ مُحقق شاہ عبدالحق مُحدِّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ترجمہ بنام: معارف وبرکات سورۂ والعادیات

مترجم ومحشی : مولانا غلام جیلانی چاچڑ زید علمہ

سن اشاعت : ربیع الاوّل ۱۴۴۵ھ/اکتوبر ۲۰۲۳ء

ناشر: جمعیت اشاعت اہل سنت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی،

فون:32439799

خوشخبری: یہ رسالہ www.ishaateislam.net پر موجود ہے

پیش لفظ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

تفسیر کا لغوی معنی ''کھولنا'' ہے اور اصطلاح میں تفسیر اس علم کو کہا جاتا ہے جس میں قرآنِ کریم کے معانی، اس کے احکام اور حکمتیں کھول کر بیان کی جائیں، اور اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ ۔ (النحل: ۱۴/ ۴۴)

ترجمہ: اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف یہ یادگار اُتاری کہ تم لوگوں سے بیان کردو جوان کی طرف اُترا۔ (کنزالایمان)

اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ ''لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ''(آل عمران: ۳/ ۱۶۴)

ترجمہ: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمان پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔ (کنزالایمان)

اس لئے نبی ﷺ صحابہ کرام کو قرآنِ کریم کے کلمات کے ساتھ ان کی تفسیر بھی بیان فرماتے۔ حضور سرورِ کائنات ﷺ جب اس دنیا میں ظاہری حیات کے ساتھ موجود تھے اُس وقت کسی آیۂ کریمہ کی تفسیر معلوم کرنا دشوار نہ تھا۔ ضرورت پیش آنے پر آپ سے رجوع کیا جاتا اور جواب مل جاتا اور حضور ﷺ کے وصال باکمال کے بعد تفسیر قرآن کو ایک مستقل علم کی صورت میں محفوظ کرنے کی ضرورت پیش آئی کہ قرآنِ کریم کے کلمات کے ساتھ ساتھ اُس کے صحیح معانی بھی محفوظ ہو جائیں تاکہ کسی بدباطن، گمراہ کے لئے معنوی تحریف کی گنجائش بھی باقی نہ رہے۔

قرآنِ کریم کی تفسیر کے لئے صرف عربی زبان کا جان لینا کافی نہیں بلکہ متعلقہ علوم

وفنون میں مہارت بھی ضروری ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ ایک عرصے سے یہ بیماری عام ہورہی ہے لوگ صرف عربی پڑھ لینے کو تفسیر قرآن کے لئے کافی سمجھنے لگ گئے ہیں۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ جو لوگ صرف عربی زبان جانتے ہیں اور اُنہوں نے تفسیر قرآن کے لئے قلم اُٹھالیا کہ ان کی دانست میں تفسیر کے لئے صرف عربی زبان کا جاننا ہی کافی ہے۔ ایک طرف تو وہ تفسیر قرآن میں اپنی رائے زنی شروع کردیتے ہیں، دوسرا یہ کہ ان کے قلم میں معتمد و مستند مفسرین بھی محفوظ نہیں رہتے، ان پر بھی طعن کرتے ہیں، ان کی تفاسیر میں غلطیاں نکالتے ہیں۔ یہ انتہائی خطرناک طرز عمل ہے۔ یہ لوگ عوام المسلمین کو نہایت مہلک گمراہی کی طرف لے جارہے ہیں۔ جب اس شخص کو کوئی ڈاکٹر ماننے کے لئے تیار نہیں جس نے صرف انگریزی زبان پر عبور حاصل کرلیا ہو اور میڈیکل سائنس کی چند کُتُب کی ورق گردانی کرلی ہو، کوئی بھی اپنی جان ایسے شخص کے حوالے کرنے کو تیار نہیں ہوتا۔ اسی طرح کوئی انگریزی زبان جاننے والا اگر انجینئر نگ کی چند کتابیں پڑھ کر انجینئر کہلانا چاہے تو کوئی بھی ذی شعور اُسے انجینئر ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ جب ڈاکٹر اور انجینئر بننے کے لئے کڑی شرائط ضروری ہیں تو قرآن کریم کے معاملے میں صرف عربی زبان کا جان لینا کیسے کافی ہوسکتا ہے۔ آج ہماری قوم کی حالت یہ ہے کہ ان کی ایک اچھی خاصی تعداد مودودی، ڈاکٹر پُر اسرار، مرزا جہلمی انجینئر جیسے لوگوں کو پڑھتی اور سُنتی ہے اور دین وایمان کو برباد کرلیتی ہے۔

اور یہ لوگ عوام المسلمین کو گمراہ کرنے کے لئے دلیل پیش کرتے ہیں کہ قرآن کریم میں ہے: وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ ۔(القمر: ۵۴/ ۱۷)

ترجمہ: اور بیشک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لئے آسان فرمادیا ہے۔

اور کہتے ہیں کہ جب قرآنِ کریم آسان کتاب ہے تو اس کی تشریح کے لئے کسی علم وفن کی کیا ضرورت ہے۔ اس آیتِ کریمہ سے دلیل پکڑنا ایک بہت بڑا مغالطہ ہے جو ان لوگوں کی کم فہمی، کم علمی پر مبنی ہے جبکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا نظریہ اس بارے میں بہت مختلف ہے وہ

سب کے سب اہلِ زبان تھے اور وہ صرف زبان دانی کو معانی قرآن سمجھنے کے لئے کافی شافی نہیں جانتے تھے۔ تفصیل کے لئے امام سیوطی کی کتاب ''الاتقان'' کا مطالعہ کیا جائے۔

اس بارے میں نبی کریم ﷺ کے صرف دو ارشادات پیش کئے جاتے ہیں جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اپنی رائے سے تفسیر کس قدر قبیح ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (رواہ ابوداؤد)(الاتقان فی علوم القران ،النوع الثامن والسبعون فی معرفۃ شروط المفسر وآدابہ، ۳۵۷/۲)

یعنی، جس شخص نے قرآنِ کریم کے معاملے میں علم کے بغیر کوئی بات کہی وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

مَنْ تَكَلَّمَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ۔ (رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی)(الاتقان فی علوم القران ،النوع الثامن والسبعون فی معرفۃ شروط المفسر وآدابہ، ۳۵۷/۲)

یعنی، جو شخص قرآنِ کریم کے معاملے میں اپنی رائے سے کلام کرے اس میں وہ صحیح بات بھی کہہ دے تب بھی اس نے غلطی کی۔

زیرِ نظر رسالہ شیخ مُحقق شاہ عبدالحق مُحدِّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سورۃ العادیات کی تفسیر ہے اور شیخ مُحقق کی ذات خصوصاً پاک و ہند میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ یہ تفسیر فارسی زبان میں تھی جسے ہمارے اہلسنّت کے ایک معروف عالم دین کئی کُتُب و رسائل کے مُصنّف، مُترجم اور مُحشی حضرت علامہ غلام جیلانی چاچڑ زید علمہ نے اُردو زبان میں منتقل کیا اور شیخ مُحقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سوانح کے چند گوشوں پر روشنی ڈالی اور مذکورہ تفسیر پر حواشی تحریر فرمائے۔

اللہ تعالیٰ مُفسّر، مترجم، مُحشی کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ادارہ جمعیت اشاعتِ اہلسنّت (پاکستان) اشاعت کے 352 پر شائع کرنے کا اہتمام کررہا ہے۔

عبدہٗ الدکتور المفتی عطاء اللہ نعیمی

شیخ الحدیث جامعۃ النور ورئیس دار الافتاء النور

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت (پاکستان) کراچی

اِنتساب

راقم الحروف اپنی اس حقیری کاوش کو

امام المحدِثین، فضیلت پناہ، حضوری بزرگ، شیخ اجل

شاہ عبدالحق مُحدِّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اورآپ کے روحانی پیشوا، واقف اَسرارِ شریعت وطریقت،

غواص بحرِ حقیقت، حضرت سیّد ابوالحسن

جمال الدین موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ علیہ

کی بارگاہوں میں بصد عجز و نیاز پیش کرتا ہے۔

نیازمند

غلام جیلانی چاچڑ

عرضِ مُترجم

یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ اس عالم آب و خاک میں بعض نفوس کاملہ دینی و ملی خدمات کی حقیقی تڑپ، سچی لگن اور جذبہ ایثار و خلوص سے سرشار ہونے کی بدولت اللہ جل جلالہٗ اور اس کے حبیب لبیب ﷺ کی بارگاہ میں محبوب و مقبول ہو جاتے ہیں اور اس قدر اَرفع و اعلیٰ مقام پر فائز ہوتے ہیں کہ مُسْتَغْنِی عَنِ الْاَلْقَاب قرار پاتے ہیں۔

اور ان کی قدر و منزلت کلماتِ تحسین و القاب سے نہیں ہوا کرتی بلکہ الفاظ و القاب ان کی وجہ سے عظمت و وقار پاتے ہیں۔

قدوۃ المُحدِّثین، شیخ محقق شاہ عبدالحق مُحدِّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی ان لائق و فائق اور گردوں فراز شخصیات میں ہوتا ہے۔ آپ کی علمی و روحانی جلالت و جبروت کے پیشِ نظر اربابِ علم و دانش آپ کو "فضیلت پناہ[1]، حضوری بزرگ، برکۃ رسول اللہ ﷺ فی الہند، شیخ الشیوخ فی علماء الہند، شیخ محقق[2]، شیخِ مُحدِّث، شیخِ اجل" جیسے القابِ عالیہ سے یاد کرتے چلے آ رہے ہیں۔

یہ حقیقت ثابتہ ہے کہ آپ جہاں ایک عدیم المثال مُحدِّث تسلیم کیے جاتے ہیں وہاں عدیم النظیر مُفسّرِ قرآن اور پھر اس پر مستزاد ایک مسلّم نقاد بھی مانے جاتے ہیں جس پر آپ کی شاہکار کتاب "التَّعلیقُ الحَاوِی تعقُّبَات علَی البیضَاوی"[3] شاہد عادل ہے۔

---

[1] حضرت مُجدِّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

[2] امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ "فتاویٰ رضویہ" جلد ۹، ص ۳۹۷، رسالہ حیوۃ الموات فی بیان سماع الاموات

[3] شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں اس تفسیر میں بہت سی خامیاں تھیں ایک جگہ فرماتے ہیں: "بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ در تفسیر قرآں و شرح احادیث ازیں باب قباحت بسیار کردہ (تجاوز اللہ عنہ) و اگر آں موضع را بشمارم سخن در از گردد" (نکات الحق: حیات شیخ عبدالحق مُحدِّث دہلوی ص ۱۵۶)

نوٹ: تفسیر بیضاوی پر شیخ مُحدِّث کی یہ تعلیقات بعض اجزاء پر ہیں (حاشیہ حیات شیخ) آپ کی تفسیری خدمات میں شرح صدور تفسیر آیت النور (اللہ نور السمٰوات والأرض) بھی شمار کی جاتی ہے ایک ہزار سے زائد سطور پر پھیلی ہوئی ہے۔ (دیکھیے حیات شیخ: ص ۱۵۷)

اگرچہ آپ ان کے علمی شہ پاروں کو ابھی تک منصۂ شہود پر لانے کا انتظام والصرام نہیں ہوسکا باوجود ازیں ارباب علم و دانش آپ کی دیگر کُتب مثلاً ''مدارجُ النُّبوّۃ، اَشِعَّۃ اللُّمعَات، جَذبُ القُلُوب'' کے تفسیری معارف، اسرار و رُموز اور نِکات و برکات سے قلوب و اذہان کو معطّر و معنبر کرتے رہتے ہیں۔

زیرِ نظر مختصر مگر جامع و مانع فارسی مکتوب ''تحصیلُ الغَنَائم والبرکات بتفسیرِ سورۂ والعَادیَات'' بھی آپ کی تفسیر خدمات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

شیخ مُحدِّث نے یہ فارسی مکتوب اپنے جانشین فرزند اکبر شیخ نور الحق مشرقی رحمۃ اللہ علیہ (۹۸۳ / ۱۰۷۳ھ) کے نام ارقام فرمایا تھا جس میں شیخ مُحدِّث رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خامہ عنبریں فشامہ سے سورۂ ''والعادیات'' کی تفسیر و توضیح، معارف اور نکات قلمبند کیے اور آخر میں تفسیر بالاشاری فرماتے ہوئے نایاب جواہر آب دار زیبِ قرطاس کیے جسے پڑھتے اور سنتے ہی وجد طاری ہوجاتا ہے دل جھوم جھوم جاتا ہے اور زبان پہ بے ساختہ

''ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ''

جاری ہوجاتا ہے۔

قارئین محترم! واضح رہے کہ یہ درگراں مایہ فارسی مکتوب آپ کی تصنیف ''المکاتیب والرسائل إلی أرباب الکمال والفضائل''[1] میں شامل ہے کتاب المکاتیب میں کتنے خطوط ہیں کس کس کے نام لکھے گئے؟ یہ مجموعہ کب اور کہاں سے شائع ہوا؟ مشہور قلم کار پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں:

''کتاب المکاتیب'' میں اڑسٹھ خطوط ہیں ان خطوط کی حیثیت رسائل کی ہے جن میں نہایت شرح و بسط کے ساتھ بعض عنوانات پر گفتگو کی گئی ہے ان میں حضرت خواجہ باقی باللہ، شیخ عبداللہ نیازی، شیخ شاہ ابوالمعالی، نواب مرتضیٰ خاں، شیخ فرید، نواب خاں خاناں، شیخ ابوالخیر مبارک اور فیضی کے نام ملتے ہیں۔

---

[1] شیخ محقق کی اولاد میں سے خان بہادر مولوی انوار الحق حقی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مکاتیب مطبع ''مجتبائی دہلی'' سے شائع کیے۔ (حیاتِ شیخ عبدالحق مُحدِّث دہلوی: ص ۱۵۷)

یہ مجموعہ ۱۲۹۷ھ میں مطبع مجتبائی دہلی سے شائع ہوا تھا اسی مطبع سے ''اخبار الاخیار'' کے حاشیہ پر چھاپہ گیا۔[1]

شیخ مُحدِّث رحمۃ اللہ علیہ کی اسی عالمانہ، صوفیانہ اور عاشقانہ تفسیر سورۂ والعادیات سے بصد جان متاثر ہو کر اس نیاز مند نے ترجمہ کے متعلق سوچا اور بارگاہ ایزد تعالیٰ (جل جلالہٗ) میں دعا کی جسے غریب نواز ذات پاک جلّ شانہ نے قبولیت کا شرف بخشا، یوں ایک ضعیف و ناتواں مفلس فی العلم گنہگار بندے کے ہاتھوں یہ کام سرانجام پایا۔ جس پر جتنا بھی سجدۂ شکر بجالایا جائے کم ہے مگر ایک خاک کی چٹکی اور ذرۂ بے مقدار کی کیا مجال کہ وہ اپنے خالق و مالک (جلّ وعلا) کی بے شمار نعمتوں اور بے پناہ نوازشات کا شکر ادا کر سکے۔

اے سب سے زیادہ مہربان ذاتِ پاک (عزّ اِسمُہٗ) اس کاوش ناتمام کو محض اپنے فضل و کرم اور اپنے حبیب کریم رؤوف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی نوری نعلین کے صدقے شرفِ قبولیت بخش دے اور گردوں فراز علمی و روحانی شخصیت شیخ اجل شاہ محمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی فیوض و برکات اور توجہات کا حق دار بنادے۔

أُحِبُّ الصَّالِحِيْنَ وَ لَسْتُ مِنْهُمْ
لَعَلَّ اللّٰهَ يَرْزُقُنِيْ[2] صَلَاحًا

اہل سنت و جماعت کے افکار و نظریات کا ترجمان ماہنامہ ''البقیع (کراچی) وہ ممتاز و منفرد اور خوبصورت جریدہ ہے جو چونتیس سالوں سے پورے تسلسل و تواتر اور شان و شوکت کے ساتھ تا ہنوز جاری و ساری ہے اور بیک وقت کم و بیش ساڑھے پانچ ہزار کی کثیر تعداد میں چھپ کر اہل فکر و نظر عُلماء، عُرفاء، صُوفیاء، مُدرّسین، مُحقّقین، ججز، وُکلاء غرض عام و خاص سبھی تک یکساں پہنچتا رہتا

---

[1] حیاتِ شیخ عبدالحق مُحدِّث دہلوی: ص ۲۰۶

[2] (ہدایۃ النحوص ۱۰۹ شیخ سراج الدین عثمان چشتی نظامی) حالات مصنفین درسِ نظامی: ص) یہ شعر امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب ہے جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ دیکھئے تحصیل التعرف ص ۱۸۷۔ نیز الفتوحات المکیۃ والفیوضات المدینۃ میں شیخ مُحدِّث شعر ہذا کے ساتھ کچھ اور اشعار بھی لائے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے (الفتوحات عکسی نسخہ ص ۱۳۱)

ہے ادارہ جمعیت اشاعت اہل سنت (پاکستان) کے شیخ الحدیث "ریاض نعیم" کے گل نو بہار استاذ العلماء حضرت علامہ ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی نقشبندی مُجِدِّدی مدظلہ العالی، ادارہ ہذا کے بانی وسربراہ ناظم اعلیٰ ضیائے قطبِ مدینہ حضرت علامہ محمد عرفان ضیائی زید شرفہ، ادارہ ہذا کے شعبہ درسِ نظامی جامعۃ النور کے مہتمم حضرت علامہ مختار اشرفی زید علمہ اور اراکین ادارہ ہذا سبھی کرم فرما احباب صد بار ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں جو جذبہ للّٰہیت سے سرشار ہو کر بھرپور خلوص و انہماک سے اپنی ذمہ داریاں نبھانے میں کوشاں نظر آتے ہیں۔ خداوند عالم (جل شانہ) سب کے دینی و دنیوی مقاصد حسنہ میں برکتیں عطا فرمائے۔ آمین

محترم المقام حضرت علامہ قاری زاہد حسین اُویسی مدظلہ العالی میرے وہ اچھے صاحب علم دوست ہیں جو میری تحریر پر نظر ثانی کی زحمت گوارہ کرتے رہتے ہیں خدائے لم یزل میری اس کاوش کو اپنی اور اپنے حبیب کی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

میرے مشائخ، اساتذہ اور والدین کی بلندی درجات کا سبب بنائے اس احقر اور اہل خانہ کی نجاتِ اُخروی کا ذریعہ بنائے۔ آمین

نیازمند

غلام جیلانی چاچڑ

۴ محرم الحرام ۱۴۴۵ھ

بمطابق اتوار ۲۳ جولائی ۲۰۲۳ء

حالاتِ مُصنّف

شیخ الاسلام، امام اہل سنّت شیخ مُحقّق حضرت شاہ عبدالحق مُحدِّث دہلوی، شہر دہلی ۹۵۸ھ/۱۵۵۱ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد شیخ سیف الدین دہلوی شعر وسخن کا ذوق رکھنے والے عالم اور صاحب حال بزرگ تھے۔ سلسلۂ عالیہ قادریہ میں شیخ امان اللہ پانی پتی کے مرید اور خلیفہ مجاز تھے۔[1]

تحصیلِ علم:

حضرت شیخ مُحقّق کو اللہ تعالیٰ نے ابتدا ہی سے عقل سلیم اور فہم ودانش کا وافر حصہ عطا فرمایا۔ حافظہ حیرت انگیز حد تک قوی تھا۔ خود فرماتے ہیں:

''دواڑھائی سال کی عمر میں دودھ چھڑائے جانے کا واقعہ مجھے اس طرح یاد ہے جیسے کل کی بات ہو۔''

والد ماجد نے ظاہری وباطنی تربیت پر بھرپور توجہ دی۔ دو تین ماہ میں قرآن شریف پڑھا دیا۔ پھر علوم دینیہ حاصل کرنے لگے۔ سات آٹھ سال دن رات محنت کر کے علوم دینیہ حاصل کیئے۔ ذوق شوق اور علمی انہماک کا یہ عالم تھا کہ ہر روز اکیس بائیس گھنٹے پڑھنے اور مطالعہ میں صرف کرتے۔

ذہانت وفطانت کا یہ عالم تھا کہ دوران سبق عجیب عجیب بحثیں اور مفید باتیں ذہن میں آتیں، اساتذہ کے سامنے پیش کرتے تو وہ کہتے:

''ہم تم سے استفادہ کرتے ہیں اور ہمارا تم پر کوئی احسان نہیں ہے۔''

---

[1] تکملہ اخبار الاخیار۔ ص ۲۸۹: از شیخ مُحقّق شاہ عبدالحق مُحدِّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

سترہ سال کی عمر میں اس وقت کے مُروّجہ علوم سے فارغ ہو گئے۔ بعد ازاں ایک سال میں قرآن پاک یاد کرلیا۔ فارغُ التحصیل ہونے کے بعد کچھ عرصہ درس و تدریس میں مشغول رہے۔[1]

حاضری حجاز مقدس:

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ ۹۹۶ھ/ ۸۸، ۱۵۸۷ء میں حجاز مقدس پہنچے۔ ۹۹۹ ہجری ۱۵۹۰ء تک وہیں قیام کیا۔ اس دوران حج و زیارت کے علاوہ مکہ مکرمہ میں شیخ عبدالوہاب متقی کی خدمت میں حاضر ہو کر علمی اور روحانی استفادہ کیا۔ ''مشکوۃ شریف'' کے علاوہ تصوّف کی کچھ کتابیں بھی پڑھیں۔ اسی اثناء میں شیخ سے اجازت لے کر مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ ۲۳ ربیع الثانی ۹۹۷ ہجری سے آخر رجب ۹۹۸ ہجری تک وہاں قیام کر کے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نوازش ہائے بے پایاں سے فیضیاب ہوئے۔

شیخ محقق خود فرماتے ہیں:

''اس فقیر حقیر نے حضرت خبیر و بشیر نذیر سے جو انعام و اکرام کی بشارتیں پائیں، ان کی طرف اشارہ نہیں کرسکتا۔''

بیعت و خلافت:

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ ابتداء والد ماجد کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔ پھر ان کے ایماء پر سلسلۂ عالیہ قادریہ میں حضرت سیدنا موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۰۱ھ) کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئے اور ان کے فیوض و برکات سے مستفید ہوئے۔ مکہ معظمہ میں حضرت شیخ عبدالوہاب متقی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی۔ ارشاد و سلوک کی منزلیں طے کیں اور شیخ نے انہیں چار سلسلوں چشتیہ، قادریہ، شاذلیہ کی اجازت عطا فرمائی۔

شیخ محقق ہندوستان واپس آئے تو سلسلہ قادریہ میں بیعت اور خلافت رکھتے ہوئے

---

[1] اخبار الاخیار فارسی۔ ص ۳۰۲: از شیخ محقق شاہ عبدالحق محدِّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں عارف کامل حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔ جناب محمد صادق ہمدانی نے ''کلمات الصادقین'' میں لکھا ہے کہ شیخ محقق نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے روحانی اشارے پر یہ بیعت کی تھی۔[1]

شیخ مُحدِّث اور محبت شیوخ:

حضرت شیخ مُحدِّث رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے روحانی مُربّی حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت موسیٰ پاک شہید سے کس قدر محبت تھی۔ ''اخبار الاخیار'' میں حضرت شیخ موسیٰ کے تذکرہ میں انشاء پردازی کا پورا زور صرف کردیا۔ ایک ایک حرف عقیدت ومحبت میں ڈوبا ہوا ہے۔ اپنے شیخ کا تعارف اس طرح کراتے ہیں۔ ''کسے کہ قدم برقدم مصطفیٰ بود''

مزید فرماتے ہیں:

''اگر دیگراں قطب اند اُو قطب الاقطاب است واگر ایشاں سلاطین اُو سلطان السلاطین محی الدین کہ دین اسلام زندہ گردانید''

آپ اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ حضرت خواجہ نے ایک مرتبہ ان کو خط میں کچھ راز کی باتیں بتائیں۔ شیخ مُحقق کو اس قدر خوشی ہوئی کہ پھولے نہ سماتے تھے اور تعجب کرتے تھے کہ کس طرح ''این حقیر را بایں سخن مخاطب ساختہ''

حضور سیدنا غوث الثقلین کی نظر کرم:

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ خواب میں حضور غوث الثقلین کی خدمت میں کھڑا تھا، کہ حاضرینِ مجلس شریف عرض گزار ہوئے: محمد عبدالحق سلام کر رہے ہیں آپ ازراہِ شفقت وعنایت اُٹھ کھڑے ہوئے اور گلے لگایا۔ اور یہ بشارت بھی دی کہ ''آتش دوزخ بر شما حرام است'' کہ دوزخ کی آگ تجھ پر حرام ہے۔ اس بشارت کا نتیجہ جو بظاہر سمجھ آتا ہے، یہی ہے کہ یہ سب نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی برکتیں ہیں جو اپنے نام یعنی''

---

[1] تکملہ اخبار الاخیار۔ ص ۲۸۹: از شیخ مُحقق شاہ عبدالحق مُحدِّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

عبدالحق'' کی بجائے ''محمد عبدالحق'' لکھتا رہتا ہوں۔''[1]

سلسلۂ قادریہ سے خصوصی تعلق:

حضرت شیخ مُحقق رحمۃ اللہ علیہ کو سلاسل قادریہ، چشتیہ، شاذلیہ، مدنیہ اور نقشبندیہ ہر ایک سے اخذِ فیض اور خدمت کا موقع ملا۔ مگر آپ کا قلبی اور حقیقی تعلق سلسلہ قادریہ سے تھا۔ ان کی عقیدت و ارادت کا قبلہ حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی تھی۔ ان کے دل و دماغ کے ریشے ریشے میں شیخ جیلانی کا عشق سما چکا تھا۔

''زبدۃ الآثار منتخب بہجۃ الاسرار'' میں خود لکھتے ہیں:

کہ مجھے خواب میں حضور غوث اعظم نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ پر مرید کیا ہے اور بیعت ہونے کے بعد حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے بزبان فارسی بشارت دی تھی کہ ''بزرگ خواہی شد'' (تو اپنے وقت کا عظیم آدمی ہوگا۔)

حضرت شاہ ابوالمعالی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے قادریہ سلسلہ کی نشر و اشاعت کے لئے مسلسل اور انتھک کوششیں کی تھیں۔ ارشاد و تلقین میں ہمہ وقت مصروف رہتے تھے۔ صوفیانہ عقائد کی کئی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ تحفہ قادریہ، نغمات داؤدی، گلدستہ باغِ اِرم وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ شیخ مُحقق کو ان سے بڑی عقیدت تھی۔ ''شرح فتوح الغیب'' کے خاتمہ پر ان کا ذکر خیر فرمایا۔ لاہور تشریف لاتے تو حضرت کی بارگاہ میں ضرور حاضری دیتے۔ آپ کے کئی مکتوب حضرت شاہ صاحب کے نام ہیں۔

''شرح فتوح الغیب'' آپ ہی کے اصرار پر حضرت شیخ مُحقق نے تصنیف فرمائی۔

شیخ مُحقق ان سے اپنا ''احوال دروں'' بیان فرمایا کرتے۔ ان کی روحانی رہنمائی اور دعاؤں کے ملتجی رہتے تھے۔ آپ ایک خط میں لکھتے ہیں کہ

''ایسا سنگ دل کون ہوسکتا ہے جو ان کی صحبت کے اثر سے نرم نہ ہو جائے۔''

حضرت شاہ ابوالمعالی نے شیخ مُحقق کو ہدایت کی تھی کہ وہ دہلی سے باہر قدم نہ نکالیں۔

---

[1] مدارج النبوۃ فارسی جلد اول۔ ص ۱۳۳

وہیں گوشۂ تنہائی میں بیٹھے ہوئے اپنا کام کریں۔ (درس وتدریس تصنیف و تالیف)۔
حضرت شیخ محقق کی ذات ستودہ صفات دہلی اور اہلیانِ دہلی کے لئے کس قدر متبرک قابل صدعزت تھی۔ اس کا صحیح اندازہ حضرت شاہ ابوالمعالی کے اس فرمان سے ہوتا ہے۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں،

''ایک مرتبہ شیخ محقق ،شاہ صاحب کو ملنے کے لئے لاہور چلے گئے تو شاہ صاحب کو اس سے بھی نا گواری ہوئی اور فرمایا: ''اکنوں بدہلی بروید کہ دہلی درفراق شما بزبان حال می نالد، بروید، بروید''

دہلی تمہارے فراق میں زبان حال سے رورہی ہے۔ اس لئے تم فوراً ہی واپس چلے جاؤ۔

شیخ محقق اپنی بیعت کے احوال کو ''اخبار الاخیار'' کے خاتمہ پر قلمبند کرتے ہوئے عقیدت ومحبت میں ڈوب جاتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

''جب اس آفتاب دین ودولت نے طلوع کیا۔ میں نے ایسا جانا کہ گویا میرے طالع نے طلوع کیا ان کے جمال کو دیکھتے ہی نگاہیں شاداب اور دل روشن ہوگیا۔ پہلی ہی ملاقات میں دل اس دلبر کے ہاتھ پیش کیا اور سر ان کے قدموں پر قربان کردیا۔''

مدتے بود کہ مشتاق لقایت بودم
لاجرم روئے تو دیدم و از جا رفتم

(میں مدتوں آپ کے دیدار کا مشتاق رہا۔ آخر کار آپ کا نظارۂ جمال کیا اور بے خود ہوگیا۔)

''اخبار الاخیار'' میں شیخ محقق اپنے مرشد گرامی کے بارے میں عشق ومستی میں ڈوبی ہوئی ایک رباعی لکھتے ہیں جس کا اعادہ زبدہ الآ ثار میں اس طرح کرتے ہیں:

''فقیر (شیخ محقق) نے آپ (حضرت موسیٰ پاک شہید) کے بارے میں یہ رباعی کہی تھی۔''

ای دیدہ بیا لقائے منظور بہ بیں
آں جبہہ وآں جمال وآں نور بہ بیں
در وادیٔ ایمن بہ محبت بگزر
ہم موسیٰ وہم درخت وہم طور بہ بیں

ترجمہ: اے میری آنکھ! آ، اور میرے محبوب کا چہرہ دیکھ۔ وہ پیشانی، وہ جمال اور وہ نور مشاہدہ کر۔ وادی ایمن میں محبت سے گزر کر موسیٰ کو بھی دیکھ، درخت کو بھی اور طور کو بھی دیکھ۔ (یعنی حضرت موسیٰ پاک شہید کے مشاہدہ جمال سے تمہیں حیات، کائنات اور الہیات کی تمام تجلیات نظر آ جائیں گی۔)

شیخ محقق ملتان میں:

انہیں اپنے مرشد سے اتنی عقیدت و محبت ہو گئی تھی کہ وہ ملتان کو "مدینۂ صغیر" سے موسوم کرنے لگے، فرماتے ہیں:

ملتان کہ عجب دلپذیر افتادہ است
چوں منزل پیر دستگیر افتادہ است
دہلی است گرچہ مکہ خورد ولے
ملتان چوں مدینہ صغیر افتادہ است

ترجمہ: ملتان بھی عجب دلپذیر شہر ہے کہ یہ (میرے) پیر دستگیر کی منزل بنا۔ اگرچہ دلی چھوٹا سا مکہ ہے، لیکن ملتان چھوٹے مدینے سے کم نہیں۔ (یعنی موسیٰ پاک شہید کی آمد اور قیام سے ملتان روحانی، عرفانی اور وجدانی تجلیات کا مرکز بن گیا) آج بھی حضرت موسیٰ پاک شہید کے دربار شریف کے اندر مغربی دیوار پر یہ رباعی تحریر ہے۔ شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ جب دہلی میں ہوتے تو اپنے شیخ کریم رضی اللہ عنہ کے فراق میں اکثر باد نسیم کو عشق و مستی میں ڈوب کر یوں مخاطب ہوتے۔

اے باد گزر کن بدیار ملتان
زیں راہ نشیں خاکسار ملتان
ایں تحفہ جاں ببر بیار ملتان
یک جان چہ ہزار جان نثار ملتان

ترجمہ: اے بادِ نسیم! اس خاکسار (شیخ مُحقّق) کی طرف سے ملتان شہر کی جانب جاتے ہوئے میری جان کا یہ تحفہ ملتانی محبوب (حضرت موسیٰ پاک شہید) کی خدمت میں پیش کر۔ کیونکہ ایک میری جان کیا چیز ہے، اگر ہزار جانیں ہوں تو بھی محبوب کی نسبت سے ملتان پر قربان کردوں۔

شیخ مُحقّق کی محبت شیخ کے حوالے سے ایک اور دل پذیر، دلکشا اور دل پسند بات سپرد قلم کی جاتی ہے۔ جسے پڑھ کر اہلِ محبت کے قلوب واذہان کو جلا پہنچے گی اور نگاہیں شاداب ہوں گی۔ امام المُحدِّثین حضرت سیدنا شیخ مُحقّق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''میرے پیر ومرشد حضرت موسیٰ الجیلانی رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیہ مبارک سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔ جس کی ایک خوبصورت دلیل شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ ''مدارج النبوۃ'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک کے ضمن میں حدیث شریف ''کَانَ رَسولُ اللهِ اَحسنَ البشرِ قدماً'' (رواہ ابن السعد) نقل کرتے ہوئے اپنے پیر ومرشد کے بارے لکھتے ہیں:

''گفت کاتب الحروف عفی اللہ عنہ پاشنہ ہائے پائے سیدی الشیخ موسیٰ الجیلانی در صفاولطافت بحدی لطیف بود کہ رخسارۂ ہیچ خوش شکلے آں چناں نمی باشد''[1]

کاتب الحروف عفی اللہ عنہ (یعنی شیخ مُحقّق شاہ عبدالحق مُحدِّث دہلوی) کہتا ہے کہ میرے پیر ومرشد سیدی شیخ موسیٰ پاک شہید الجیلانی کی ایڑیاں صفاولطافت میں اس حد تک

---

[1] مدارج النبوۃ فارسی جلد اول۔ ص ۲۰، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر پاکستان

لطیف تھیں کہ کسی حسین وجمیل کے رخسار بھی ایسے نہ ہونگے۔[1]

شیخ محقق اور محبت رسول:

حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے حضرت سیدنا امام موصوف رضی اللہ عنہ کی محبت کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ مدینۃ الرسول کے احترام کے پیش نظر وہاں ننگے پاؤں پھرتے تھے۔[2]

پروفیسر خلیق احمد نظامی، اس کتاب مذکور کے درج بالا صفحہ پر شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قصیدہ مبارکہ لائے۔صرف تین اشعار ملاحظہ ہوں:

ثنایش گو، ولے چوں نیست ایفائش ز تو ممکن
بایں یک بیعت مدحش را علی الاجمال اکتفا کن
مخواں او را خدا از بہر شرع و حفظ دین
دگر ہر وصف کش میخواہی اندر مدحش انشا کن
خرابم در غم ہجر جمالت یا رسول اللہ
جمال خود نما، رحمے بجان زار شیدا کن

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کہو، لیکن چونکہ تم ان کا حق ادا نہیں کر سکتے۔اس لئے یہ ایک شعر پڑھ کر آپ کی اجمالی تعریف پر اکتفا کرو۔

(۲) حکم شریعت اور دین کی حفاظت کے پیش نظر، حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نہ کہو۔ اس کے علاوہ آپ کی تعریف میں جو وصف چاہو تحریر کرو۔

(۳) یا رسول اللہ میں آپ کے جمال حق نما کے ہجر کے غم میں پریشان ہوں۔ اپنا دیدار عطا فرمائیں اور محب صادق کی جان پر رحم فرمائیں۔

---

[1] مقدمہ تیسر الشاغلین اردو ص ۵۱

[2] حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۱۰۹

کہتے ہیں: جب شیخ اس آخری تیسرے شعر پر پہنچے تو رقت طاری ہوگئی اور زار و قطار رونے لگے۔ خود شیخ محقق کا بیان ہے۔ انہیں چار مرتبہ خواب میں حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی۔[1]

تصانیف:

حضرت شیخ محقق کے لیل و نہار تصنیف میں بسر ہوئے۔ آپ کے اکیس بائیس گھنٹے پڑھنے اور لکھنے میں گزر جاتے۔ متعدد کُتب کے مصنّف ہو گزرے ہیں۔ مشہور تصانیف درج ذیل ہیں:

(۱) اشعة اللمعات شرح مشکوٰة (فارسی)

(۲) لمعات التنقیح فی شرح مشکوٰة المصابیح (عربی)

(۳) شرح سفر السعادت (فارسی)

(۴) مدارج النبوة (فارسی)

(۵) اخبار الاخیار (فارسی)

(۶) جذب القلوب الی دیار المحبوب (فارسی)

(۷) تکمیل الایمان (فارسی)

(۸) شرح فتوح الغیب (فارسی)

(۹) ماثبت بالسنّه (عربی)

(۱۰) تحصیل التّصرّف فی معرفة الفقهه والتّصوّف (عربی)

(۱۱) فتح المنان فی تائید مذهب النُّعمان (عربی)

(۱۲) ترجمہ: غنیة الطالبین

(۱۳) مرج البحرین فی الجمع بین الطریقین (عربی)

---

[1] حیات شیخ عبد الحق مُحدِّث دہلوی۔ ص ۱۱۵، ''تعارف فقہ و تصوف'' از محمد عبد الحکیم شرف قادری۔ ص ۵۲

اس سلسلے میں آپ کے خاندان کی دینی وملی بالخصوص حدیثی خدمات کا مختصر تذکرہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت شیخ نور الحق بن شیخ محقق نے چھ جلدوں میں ''بخاری شریف'' کی شرح ''تیسری القاری'' کے نام سے فارسی میں لکھی۔شرح ''شمائل ترمذی'' بھی تحریر فرمائی۔

شیخ نورالحق کے پوتے شیخ سیف اللہ بن شیخ نور اللہ نے ''شمائل ترمذی'' کی شرح ''اشرف الوسائل'' کے نام سے لکھی۔

شیخ نورالحق کے دوسرے پوتے شیخ محب اللہ نے ''صحیح مسلم'' کی شرح ''منبع العلم'' کے نام سے تحریر فرمائی۔شیخ محب اللہ کے فرزند اکبر حافظ محمد فخر الدین نے ''حصن حصین'' کی شرح فارسی میں لکھی۔

حافظ محمد فخر الدین کے صاحبزادے شیخ الاسلام محمد، دہلی میں صدر الصدور کے عہدے پر فائز رہے۔انہوں نے بخاری کی شرح چھ جلدوں میں لکھی جو ''تیسیر القاری'' کے حاشیہ پر چھپی ہے۔

وصال:

۲۱ ربیع الاول ۱۰۵۲ھ/ ۱۶۴۲ء کو چورانوے سال کی عمر میں یہ آفتاب شریعت وماہ طریقت ، مجمع الفضائل اور حضوری بزرگ بارگاہ ایزدتعالی میں جا پہنچا۔آپ کے فرزند ارجمند حضرت شیخ نورالحق رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔اورحوض شمسی پر تدفین ہوئی۔

دل کے آئینے روشن ہوں جعفر جس کے پرتو سے
وہ سورج بجھ نہیں سکتا کبھی برج لحد سے بھی

☆☆☆

رسالہ مبارکہ

تحصیل الغنائم والبرکات بتفسیر سورۂ والعادیات

اُردو ترجمہ بنام

معارف وبرکات سورۂ والعادیات

☆☆☆

''وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا''

تفسیر: پروردگار عالم (جل جلالہٗ) نے غازیانِ اسلام کے گھوڑوں کی قسم بیان فرمائی۔

شانِ نزول:

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی طرف (منذر بن عمرو کی قیادت میں) ایک سریہ بھیجا اس کی کارگزاری کی ایک ماہ تک خبر نہ آئی یہودیوں اور منافقوں نے طعن کیا کہ وہ مارے گئے۔ پس یہ سورۃ نازل ہوئی اوران کی کارگزاری اور سلامتی کی خبر دی گئی۔

''والعادیات'' یہاں پر حرف ''واؤ'' قسمیہ ہے اس کے فوائد وحکمت کے متعلق علامہ عبدالعزیز پرہاروی لکھتے ہیں:

''فَائِدَتُهٗ تَاکِیْدُ الْخَبْرِ وَ تَعْظِیْمُ الْمُقْسَمِ بِهٖ''

اس کا فائدہ اور حکمت یہ ہے کہ دی ہوئی خبر کو پختہ اور مقسم بہ (جس کی قسم کھائی گئی ہے) کی تعظیم وتکریم کو آشکار کیا جائے۔

(تفسیر جوہر القرآن المعروف تفسیر رضوی (مولانا حشمت علی خاں رضوی)

مؤمن قسم کے بغیر بھی سب کچھ مان لیتا ہے جبکہ کافر قسم کے باوجود بھی تصدیق نہیں کرتا تو پھر ایسی حالت میں قسم پہ قسم اُٹھانے سے کیا فائدہ؟

علامہ پرہاروی نے دو جواب عطا فرمائے:

(۱) ''بِاَنَّهٗ عَلٰی عَادَةِ الْعَرَبِ''

''اس لیے کہ یہ اہلِ عرب کی عادت ہے۔''

(۲) ''وَبِاَنَّہٗ لِتَوْکِیْدِ الْحُجَّۃِ''

''اور یہ کہ اس سے حجت اور دلیل میں پختگی پیدا ہوتی ہے۔''

سوال: شارع علیہ السلام نے غیر اللہ کی قسم اُٹھانے سے منع فرمایا ہے اِدھر خود قادرِ مُطلق ذات نے قرآن میں ''وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ(۱) وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ'' اس قسم کے بے شمار مقامات پر خود ہی مخلوقات کی قسم بیان فرمائی ہے۔

علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ جواباً لکھتے ہیں:

''اِنَّ الْمَنْعَ عَلَیْنَا لَا عَلَیْہِ''

''غیر اللہ کی قسم اُٹھانا ہمارے لیے ممنوع ہے ذاتِ باری تعالیٰ کے لیے نہیں۔''

(نعم الوجیز فی اعجاز القرآن العزیز (عربی) ص:۸۷)

''والعادیات'' میں ''الف لام'' عہدی مان لیا جائے تو ''مقسم بہ'' وہی گھوڑے ہیں جو سرایا میں ہوتے تھے۔ پھر تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے ساتھ خاص ہوگا اور اگر جنس کے لیے ہے تو ہر وہ گھوڑا جو راہِ خدا کے لیے تیار کیا جاتا ہے وہی مقسم بہ قرار پائے گا۔

صاحب روح البیان اتنا لکھنے کے بعد مزید ارشاد فرماتے ہیں:

''اِذَا کَانَ شَرَفُ خَیْلِ الْغُزَاۃِ حَتّٰی اَقْسَمَ اللّٰہُ بِھَا فَمَا ظَنُّکَ''

جب جہاد کے لئے بھیجے جانے والے گھوڑے اس مرتبہ وشرف سے فائز ہوئے کہ خدائے بزرگ وبرتر نے ان کی قسم بیان فرمائی تو پھر شہ سواروں (حضراتِ صحابہ اور قیامت تک کے مجاہدین وغازیان) کے فضل وشان کا کیا عالم ہوگا۔

(روح البیان از شیخ محمد اسماعیل حقی بروسی، متوفی ۱۱۳۷ھ)

گھوڑے جب تیزی سے دوڑتے ہیں تو ایک خاص قسم کی آواز نکالتے ہیں جس کے لیے (لُغتِ عرب) میں تین نام آئے ہیں:

(۱) صہیل: جب وہ حسبِ عادت آواز بلند کرتا (ہنہناتا) ہے۔

----

(۲) حَمْحَمَۃ: وہ آواز جو گھاس کھانے کے لیے نکالتا ہے۔
(۳) ضبحٌ[1]: وہ آواز جو تیز دوڑتے وقت (شکم سے) نکلتی ہے۔
گھوڑے کی فضیلت میں بہت سی احادیث (کُتُب احادیث میں) وارد ہوئی ہیں۔
رسول مکرم نبی محتشم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے:
''اَلْخَیْرُ مَعْقُوْدٌ فِیْ نَوَاصِیِ الْخَیْلِ''
''خیر گھوڑے کی پیشانی کے بالوں میں بندھی ہوئی ہے۔''
حضرت شیخ مُحدِّث اپنی ایک اور کتاب میں گھوڑے کی فضیلت و شرف سے متعلق یوں تحریر فرماتے ہیں:
وبس است در شرف وفضیلت خیل کہ حق تعالیٰ قسم یاد کردہ است بداں در قول خود
''وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا'' (مدارج النبوت: ج ۲،ص ۶۰۰)
مؤلف رسالہ ہٰذا حضرت شیخ مُحدِّث فرماتے ہیں: حضور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گھوڑے کی پیشانی کے بالوں کو بل دیتے اور فرماتے:
''اَلْخَیْلُ مَعْقُوْدٌ فِیْ نَوَاصِیْہَا الْخَیْرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ''
''گھوڑا اپنی پیشانی میں قیامت تک خیر کے ساتھ بندھا ہوا ہے پیشانی کا ذِکر زیب وزینت کی بنا پر ہے یا گھوڑے کے پورے جسم کی طرف اشارہ ہے جیسے کہا جاتا ہے فلاں پیشانی مبارک ہے اور وہ برکت والی ہے۔ (مدارج النبوۃ: ص ۶۰۰)
مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں کہ
''وَھِیَ خَیْلُ الْغَزْوَۃِ الَّتِیْ تعدو فَتُضَبِّحُ اَیْ تُصَوِّتُ بِاَجْوَافِہَا''

---

[1] ''ضَبحاً'' عربی گرائمر کے لحاظ سے فعل محذوف ''یضبح'' کا مصدر منصوب ہے اور یہ حال واقع ہو رہا ہے۔ (روح البیان)
حیوانات میں تین جانور دوڑتے وقت آواز نکالتے ہیں۔ گھوڑا، کتا اور لومڑی (عن ابن عباس تفسیر مظہری)

''یعنی وہ جہادی گھوڑے جن کی تیز رفتاری کے باعث ان کے پیٹوں سے آوازیں نکلتی ہیں۔''[1]

''صحیح بخاری''میں یوں الفاظ ہیں:

''اَلْخَیْلُ مَعْقُوْدٌ فِیْ نَوَاصِیْهَا الْخَیْرُ اِلٰی یوم القیامة''

''گھوڑا اپنی پیشانی میں قیامت تک خیر کے ساتھ بندھا ہوا ہے۔''[2]

یہ حدیث امام مسلم کی شرائط کے پیش نظر سند کے لحاظ سے صحیح ہے۔[3]

''الصحیح المسلم فی الأمارة باب الخیل فی نواصیها الخیر إلی یوم القیامة'' والنسائی فی الخیل. والطحاوی فی مشکل الآثار، والطبرانی فی الکبیر. وابن حبان. والبیهقی والترمذی والدارمی وابن ماجه. والطیالسی .....[4]

نیز امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ''جامع الصغیر''میں طبرانی فی الکبیر سے ان الفاظ کے ساتھ لائے:

''عَلَیْكَ بِالْخَیْلِ فَاِنَّ الْخَیْلَ فِیْ نَوَاصِیْهَا الْخَیْرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَة''

''گھوڑے کی خدمت ومحبت تم پر لازم ہے اس لیے کہ اس کی پیشانی میں قیامت تک خیر ہی خیر ہے۔'' (جامع الصغیر: ص ۳۳۹)

معنی حدیث اور تشریح:

مخدوم موصوف سندھی ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ حدیث کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

---

[1] فاکهة البستان، الجز ثانی کتاب الصید، ص ۱۰۳۵، شیخ الاسلام قاضی محمد ہاشم ٹھٹوی متوفی ۱۱۷۴

[2] فاکهة البستان (عربی) ص ۱۰۳۵

[3] مسند احمد بن حنبل: حدیث نمبر ۱۹۱۹۶

[4] تفصیل کے لئے (حاشیہ از محقق مفتی محمد جان نعیمی ''فاکهة البستان: ص ۱۰۳۰

''وَمَعْنٰی عَقْدُ الْخَیْرِ بِنَوَاصِیْهَا''

''گھوڑے کی پیشانی کے بالوں میں نیکی بندھی ہوئی ہے۔''

''وَاِنَّہٗ مُلَازِمٌ لَهَا كَاَنَّہٗ مَعْقُوْدٌ فِیْهَا''

''اس کا مفہوم یہ ہے کہ خیر ہر صورت گھوڑے کے لیے لازم ہو چکی ہے گویا وہ اس میں بندھی ہوئی ہے۔''

''وَالْمُرَادُ بِالنَّاصِیَةِ هٰهُنَا الشَعْرُ الْمُسْتَرْسِلُ عَلَی الْجَبْهَةِ''

''ناصیہ سے مراد وہ بال ہیں جو گھوڑے کی پیشانی پر لٹکے ہوئے ہوتے ہیں۔''

لفظ ''خیل'' اسم جنس ہے (اس میں واحد جمع کا تصور نہیں ہوتا) بلکہ قلت و کثرت کے لئے یکساں مستعمل ہوتا ہے۔ (فاکهة البستان: ص ۱۰۳۰)

جیسے عربی میں لفظ ''ابل'' رہط اور نساء وغیرہا ہیں۔ امام خازن رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''وَالْخَیْلُ اِسْمٌ جِنْسٌ لَا وَاحِدَ لَهٗ مِنْ لَفْظِهٖ كَالْاِبِلِ وَالرَّهْطِ وَالنِّسَآءِ''

''اور لفظ خیل اسم جنس ہے جس کا واحد نہیں ہوا کرتا جیسے ابل، رہط اور نساء بھی اسم جنس ہیں۔''[1]

بعض علماء کے نزدیک اس کا واحد ''خائل'' ہے تو اس صورت میں امام نحو سیبویہ کے نزدیک ''اسم جنس'' اور امام اخفش کے نزدیک جمع مخدوم موصوف نے پہلے اپنا مؤقف پیش کیا پھر یوں رقمطراز ہیں:

''الخیل جماعت الافراس لا واحد له من لفظ لقوم و رهط الواحد خائل فهو علی هٰذا اسم جمع عند سیبویه و جمع عند الأخفش''

---

[1] لباب التاویل فی معانی التنزیل امام علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم خازن بغدادی متوفی ۷۴۵ھ

خیل، گھوڑوں کی جماعت کے لئے بولا جاتا ہے۔لفظاً اس کا واحد نہیں ہوتا (جیسے لفظ قوم اور رھط) کہ ایک فرد کے لئے بھی قوم کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے اور زیادہ کے لئے بھی اسی طرح لفظ ''رھط'' ایک فرد کے لیے بھی ''رھط'' اور جماعت کے لیے بھی ''رھط'' ہی بولا جاتا ہے۔جیسے قرآن میں ہے:

''وَ كَانَ تِسْعَةُ رَهْطٍ'' (اور ثمود کے شہر میں) میں نو افراد تھے۔[1]

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف ''مدارج النبوۃ'' میں گھوڑوں کی فضیلت، نسل وغیرہا پر جامع و مانع کلام فرمایا شائقین وہاں سے محفوظ ہوں سر دست چند اہم باتیں زیب قرطاس کی جاتی ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دس گھوڑے بتائے گئے ہیں۔

''حیوۃ الحیوان'' میں حاکم نیشاپوری کے حوالے سے سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب خالقِ دو جہاں جلّ جلالہٗ نے گھوڑے کو پیدا فرمانا چاہا تو جنوبی ہوا سے فرمایا: میں تجھ سے ایسی مخلوق پیدا کروں گا جسے اپنے دوستوں کی عزت، اعدائے دین کی مذلت اور اہلِ طاعت کے جمال کا سبب بناؤں گا۔اس پر بادِ جنوبی نے عرض کی یاربّ! ہم میں سے ایسی مخلوق پیدا فرما تب خدائے ذوالجلال جل جلالہٗ نے اپنے دستِ قدرت سے ایک مٹھی لی اور اس سے گھوڑا پیدا فرمایا۔

ایک روایت کے مطابق (گھوڑے کی ایک خاص نسل) کُمیت کو پیدا فرمایا اور اس سے خطاب فرمایا کہ میں نے تجھے پیدا کیا اور تیری پیشانی میں خیر رکھی مجاہدین تیری پشت پر سوار ہو کر غنائم حاصل کریں گے اور میں نے تجھے ایسا پیدا کیا کہ پروں کے بغیر بھی اُڑتا پھرے اور میں نے تیری پشت کو ان جواں مردوں کے لیے بنایا جو تسبیح و تحمید اور تکبیر و تہلیل کرتے ہیں۔

جب فرشتوں نے سنا تو مناجات کی اے رب! ہم بھی تیرے بندے ہیں ہمارے لیے

---

[1] انوار الفرقان فی ترجمۃ معانی القرآن

کیا پیدا فرمایا؟ اس پر حق تعالیٰ نے فرشتوں کے لیے ایسے گھوڑے پیدا فرمائے جن کی گردنیں بختی اُونٹوں کی گردنوں کی مانند ہیں تا کہ حق تعالیٰ جل وعلا کے انبیاء ورُسُل کی مدد کریں۔

جب گھوڑوں کے پاؤں اور اعضاء متناسب ہو گئے تو خطاب ہوا کہ اپنی ''ہنہناہٹ'' سے مشرکوں کے دل لرزاؤ اور ان کے کانوں میں اپنی آواز پہنچا کر ان کی گردنیں جھکا دو۔

''فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا (۲)''

''پھر وہ اپنے سم مار کر پتھروں سے آگ نکالتے ہیں۔''

یہ (حالت) تیز دوڑتے وقت اور زیادہ ہو جایا کرتی ہے۔[۱]

''فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا (۳)''

''پھر صبح ہوتے ہی دشمن پر اچانک حملہ کر دیتے ہیں۔''[۲]

دشمن پر ہلہ بولنا سواروں کی صفت ہے اور یہ گھوڑوں کے ذریعے حاصل ہوتی ہے اس لیے یہ صفت ان کے نام کر دی گئی ہے۔ یہ یلغار اکثر و بیشتر صبح کے وقت ہی ہوتی ہے (تا کہ دشمن کی غفلت سے خوب فائدہ اُٹھایا جائے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس بستی پر حملہ آور ہوتے صبح کے وقت اُس شہر یا بستی کے قریب جا پہنچتے۔ اگر وہاں اہل اسلام کی ایسی آوازیں سن لیتے جو علامت اسلام ہوتی ہے تو حملہ روک دیتے اور اگر کوئی ایسی آواز نہ سنتے تو حملے کا حکم فرماتے۔

''فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا (۴)''

---

[۱] اس قسم میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ غازیوں کے گھوڑے رات کے وقت دوڑتے ہوئے جائیں گے۔

[۲] یعنی پچھلی رات سفر کر کے وقت غفلت صبح کے وقت (یعنی دشمن کی غفلت سے فائدہ اُٹھانے کا بہترین موقع ہوتا ہے) دشمن کے سر پر پہنچ جاتے ہیں مال اور ملک لوٹ لیتے ہیں۔

(تفسیر عزیزی: شاہ عبدالعزیز مُحدّث دہلوی ۱۲۳۹)

''پھر وہ گھوڑے بوقت صبح گرد و غبار اُڑاتے ہیں۔''[1]

کیونکہ دشمن پر ٹوٹ پڑنے کے لئے تیز تیز دوڑنا گھوڑے کا خاصہ و لازمہ ہی ہے تاکہ دشمن مرعوب و خوف زدہ ہو کر بھاگ نکلے۔

''فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا (۵)''

''پھر وہ دشمنانِ دین کے گروہ کے آمنے سامنے ہوتے ہیں۔''

یعنی حملہ آور ہو کر ان پر غلبہ پاتے ہیں اور انہیں تہ و بالا کر کے رکھ دیتے ہیں۔

گھوڑوں کی قسم میں درحقیقت غازیانِ اسلام کے مقام، عزّت و قدر اور ان کی منزلت کا اظہار مقصود ہے۔ جبکہ گھوڑے تو صرف قبیلہ حیوانات سے ہیں تو جب یہ مرتبہ و مقام اور اعزاز غلبہ دین کی بدولت صرف اور صرف گھوڑوں کا ہے تو پھر (اُن کے سوار) غازیوں کی قدر و منزلت اور عزّت و عظمت کس قدر اعلیٰ و اَولیٰ ہو سکتی ہے۔ بہر کیف خدائے لم یزل نے قسم صرف اس حقیقت (کو آشکار کرنے) کے لئے بیان فرمائی کہ

''اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ (۶)''

''بے شک انسان (کافر) اپنی بشری خاصیت و عادت کی بناء پر اپنے پروردگار کا (بڑا) ناشکرا نافرمانی اور کنجوسی کرنے والا ہے۔''

علماء نے لکنود کے تین معنی بیان کیے:

بعض (اہلِ علم) کے نزدیک ''الانسان'' سے مراد ''عبداللہ ابن اُبَی'' منافق ہے اور یہ سورۃ اس کی مذمت میں نازل کی گئی ہے۔ اس کے باوجود اس طرف بھی اشارہ ہے کہ

---

[1] شاہ عبدالعزیز مُحدِّث دہلوی اس آیت کی وضاحت میں یوں رقمطراز ہیں کہ صبح کے وقت غبار اُڑانے کی پابندی اس لیے ہے تاکہ ان گھوڑوں اور سُموں کی طاقت اور نمایاں ہو جائے اس لیے کہ صبح کے وقت پچھلی رات کی سردی اور شبنم کی نمی کے باعث زمین پختہ اور سخت ہو جاتی ہے تو اس وقت غبار اُڑانا سخت قوی حرکت کا تقاضہ کرتا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس دن کے پچھلے پہر سورج کی حرارت اور اس کی شعاعوں کے پیوست ہونے کی وجہ سے زمین کے اجزاء کھوکھلے ہو جاتے ہیں اور معمولی سی حرکت سے غبار اُڑتا ہے۔
(تفسیر عزیزی: ص ۵۲۴)

مجاہدین (اسلام) اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کریں کہ دشمنانِ دین کے وجود کو دفع کرنے اور مٹانے کی توفیق انہیں کو ہی ملی ہے اپنی جان و مال حق تعالیٰ (جلّ جلالہٗ) کی ذات کے لیے خرچ کرنے سے بخل نہ کیا کریں دنیا و ماسوا اللہ کی طلب میں قبلۂ نیت خلط ملط کر کے گنہگار نہ ہوں۔ یہاں پر گھوڑوں کی قسم بیان کرنا اور ان کی صفات والا معنیٰ مناسب تر ہے جو قبل مذکورہ ہو چکا ہے۔

''اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوۡدٌ (۶)''

''اِنّ'' (مکسورہ) حروف مشبہ بالفعل میں سے ہے جو اپنے دیگر اخوات (آنّ، لیت، لعل، لکن، کان) کی طرح ابتدائے کلام میں ہی واقع ہوتا ہے اور اس کے لیے آغاز کلام ہی ضروری ہے۔ مگر یہاں تو کلام کے درمیان میں واقع ہونے کی بنا پر مفتوح ہونا چاہئے تھا۔

علماء نحو کے نزدیک جب ان جواب قسم واقع ہو تو پھر مفتوحہ نہیں بلکہ مکسورہ ہی آتا ہے امام سید احمد بن زینی دحلان مکی شافعی متوفی ۱۳۰۴ھ لکھتے ہیں:

''اِذَا وَقَعَتۡ جَوَابًا لِلۡيَمِيۡنِ نَحۡو وَالۡعَصۡرِ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِيۡ خُسۡرٍ، حٰمٓ وَالۡكِتَابِ الۡمُبِيۡنِ اِنَّا اَنۡزَلۡنَاهُ''

تھوڑا آگے چل کر لکھتے ہیں تو ایسی صورت اور اس کے علاوہ دیگر کئی صورتوں میں کسر ہمزہ واجب ہوتی ہے۔ شائقین (الأزهار الزينيّة في شرح متن ألفية: ص ۵۳) اور حاشیہ پر امام جلال الدین سیوطی کی ''البهجة المرضيه في شرح ألفية'' ملاحظہ فرمائیں۔

حاوی اصول و فروع علامہ عبدالعزیز پرہاروی نے ان اور دیگر حروف تاکید ذکر کرنے کے بعد تاکید کے ۱۶ فوائد سپردِ قلم کیے ہیں لکھتے ہیں:

''اِنّ'' استعمال کے لحاظ سے اصل ہے یہ حکم کو پختہ کرنے کے لئے آتا ہے جب مخاطب انکار یا تردد کر رہا ہو تو حکم پختہ ہونے کی صورت میں بیان واجب جبکہ بصورت تردد

حکم بیان کرنا مستحسن ہے ایسی حالت میں جس قدر انکار یا تردد بڑھتا جائے گا حکم میں اسی قدر تاکید و پختگی بڑھتی چلی جائے گی۔ (نعم الوجیز فی اعجاز القرآن العزیز (عربی) ص ۱۰۲)
عبدالعزیز بن احمد بن حامد فرحاروی چشتی ملتانی متوفی ۱۲۰۹ کتب خانہ مجیدیہ ملتان

فائدہ:

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ''ان'' اور ''واللام'' کے فوائد بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''اِذَا اجْتَمَعَتْ اِنَّ وَاللَّامَ كَانَ بِمَنْزِلَةِ تَكْرِيرِ الْجُمْلَةِ ثَلَاثَ مرّات لِاَنَّ ''انّ'' افادت التكرير مرتين فَاِذَا دَخلت اللام صارت ثلاثا'' (الاتقان فی علوم القرآن)

یعنی ''ان'' اور ''اللام'' جب ایک ہی جگہ واقع ہوں تو وہ کلام سہ بار تکرار جملہ کے قائم مقام ہو جاتا ہے اس لیے کہ ''ان'' دو بار تکرار کا فائدہ دیتا ہے اور اگر ''اللام'' داخل ہو جائے تو تکرار ثلاثہ کا افادہ ہوا۔

''لَكَنُوْدٌ'': قال ''لكنود'' لَوَّامٌ لِرَبِّهٖ يَذْكُرُ الْمُصِيبَاتِ وَيَنْسِى النِّعَمِ''

اپنے رب کی عطا کردہ بے شمار نعمتوں کو بھول جاتا ہے صرف اور صرف چند مصائب یاد کر کے اپنے رب کے حضور شکوہ کناں رہتا ہے۔

(روح البیان: امام اسماعیل حقی جزء ۱، ۱۱۳ ھ)

تعریف الکنود:

جو اکیلے کھاتا پیتا رہتا ہے کسی اور کو عطا نہیں کرتا بخیل کہلاتا ہے کہا گیا ہے کہ عرب میں تین آدمی ایک ہی زمانے میں ضرب المثل گزرے ہیں۔

سخاوت میں ''حاتم طائی''، بخیلی اور کنجوسی میں ''ابو حباحب'' اس کا بخل اس حد تک پہنچ گیا کہ جب لوگ سو جاتے تب وہ روٹی پکانے کے لئے آگ جلاتا اور جونہی لوگوں کے بیدار

ہونے کا وقت ہوتا تو وہ آگ بجھا دیتا تا کہ کوئی بھی نفع نہ اُٹھا سکے۔ تیسرا وہ آدمی جو لالچ میں مشہور تھا وہ ''اشث بن جبیرہ'' جو کہ حضرت سیدنا مصعب بن زبیر کا غلام تھا۔

ایک بچہ درسگاہ میں تلاوتِ قرآن ''اِنَّ اَبِیۡ یَدۡعُوۡکَ'' کر رہا تھا (میرا باپ تجھے بلا رہا ہے) اور یہ ساتھ بیٹھا سن رہا تھا (یہ مقولہ سیدنا شعیب علیہ السلام کی دختر نیک اختر سیدہ صفورہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو والد محترم کے حکم پر عرض کیا تھا قرآن کریم نے اسے بطور حکایت بیان کیا ہے تو وہ لالچ میں بلا توقف فوراً اُٹھ کھڑا ہوا۔ یہی نہیں بلکہ جب بھی وہ کسی کو دیکھتا تو گردن جھکا لیتا اس گمان سے کہ وہ اپنی قمیص اتار کر مجھے دے دے گا۔ جہاں کہیں دھواں دیکھتا مکان کے اوپر چڑھ جاتا اس گمان و لالچ میں کہ شاید صاحبِ خانہ میرے پاس کچھ طعام بھیج دیں، جب دولہا و دلہن کو دیکھتا مکان کی حویلی میں داخل ہو جاتا تا خود ہی کہتا: ''مَارَاَیۡتُ اطمعنی فِیۡ اِلَّا کَلۡبًا'' میں نے سوائے کتے کے اپنے آپ سے زیادہ لالچی نہیں دیکھا۔ (روح البیان)

قولہٗ: ''وَاِنَّهٗ عَلٰی ذٰلِكَ لَشَهِيۡدٌ (۷)''

''اور بے شک اللہ تعالیٰ انسان کی نافرمانی، کُفرانِ نعمت اور بُخل (جیسی مذموم عادات) پر خود ہی گواہ ہے اور اس سے آگاہ بھی ہے۔''

یا انسان اپنے انہیں احوال (نافرمانی، کُفرانِ نعمت اور بُخل وغیرہ) پر خود ہی گواہ ہے بایں اعتبار کہ اس سے (ناشکری) کے آثار ظاہر ہوتے رہتے ہیں اگرچہ وہ اس سے غفلت (یہ غفلت) کرتا ہے اور اس کا اعتراف بھی نہیں کرتا۔

قولہٗ: ''وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الۡخَيۡرِ لَشَدِيۡدٌ (۸)''

''اور یقیناً انسان مال کی محبت میں حریص ہے۔''

(لفظ) ''خیر'' قرآن میں متعدد مقامات پر ''مال کثیر'' کے معنی میں آیا ہے مال کو مال اس اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ آدم زاد فطرتاً مال کی طرف میلان و رغبت رکھتا ہے۔ اگر مال راہِ خدا میں خرچ کیا جائے تو اس میں خیر (ہی خیر) ہے اور لفظ ''شدید'' بخیل کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اس طرح کہ انسان مال کے ساتھ اس قدر گہری محبت رکھتا ہے کہ شکرِ نعمت نہیں کرتا اور راہِ حق میں خرچ کرنے سے بخل کر کے ناشکری بھی ظاہر کرتا ہے۔

قوله: اَفَلَا یَعۡلَمُ اِذَا بُعۡثِرَ مَا فِی الۡقُبُوۡرِ (۹)‘‘

’’تو کیا انسان نہیں جانتا جب قبروں میں جو کچھ ہے نکال لیا جائے گا‘‘
یعنی مردے زندہ کیے جائیں گے اور اس وقت ان کا کیا حال ہوگا؟

قوله: وَ حُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوۡرِ (۱۰)‘‘

’’خیر و شر اور افعال و اقوال میں سے جو چیزیں بھی اس کے سینے میں ہوں گی تمام ہی جمع کر کے حاضر کر دی جائیں گی۔‘‘

’’مَا فِی الصُّدُور‘‘ (سینوں میں چھپی کیفیات اور ارادات) کی تخصیص اس لیے ہے کہ اعمالِ قلوب پوشیدہ ہی ہوتے ہیں وہی اصل اور عمدہ ہیں اور اعمالِ ظاہری اعمالِ قلوب کی فرع ہیں۔

قوله: اِنَّ رَبَّهُمۡ بِهِمۡ یَوۡمَئِذٍ لَّخَبِیۡرٌ (۱۱)‘‘

’’بے شک پروردگارِ عالم بروز قیامت آدمیوں کے اقوال و افعال سے آگاہ ہے اور اس کی جزا کی قوت و طاقت رکھتا ہے۔‘‘

پس ان تمام اقوال، افعال اور احوال میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے ڈرنا اور تقویٰ اختیار کرنا چاہیے۔ وباللہ التوفیق (اور اللہ ہی توفیق[1] عطا کرتا ہے)

یہ امر مخفی نہ رہے کہ بمطابق احادیث قرآن کا ایک ظاہری اور ایک باطنی معنی ہے۔ (۲) ظاہری معنی یہ ہے کہ قرآن کی ظاہری اور لفظی عبارت سے جو حکم، نکتہ یا قاعدہ کُلّیہ شرعی معلوم ہو،

---

[1] توفیق در اصطلاح گردانیدن خدا اسباب را موافق خواہش بندہ تا خواہش اُو سر انجام یابد (حاشیہ ہدایۃ النحو: ص30، از شیخ سراج الدین عثمان چشتی نظامی) یعنی بندے کی خواہش کے مطابق اللہ تعالیٰ کا اسباب مہیا کرنا تا کہ اس کی نیک خواہش پوری ہو جائے۔

سیدنا داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: و حقیقت، موافقت تائید خداوند بود با فعل بندہ اندر اعمال صواب (مقدمہ کشف المحجوب: ص 7 عکسی قلمی) توفیق کی حقیقت یہ ہے کہ درست اعمال میں بندے کے فعل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید شامل ہو جائے۔

اور (معنی) باطنی، صاحبِ مجد و حال کاملین کے دلوں پر آشکار ہوتا ہے۔

---

(۲) یہاں سے حضرت شیخ مُحدِّث تفسیر بالاشارہ فرما رہے ہیں بعض علماء نے ایک اعتبار سے تفسیر کی تین اقسام بیان کی ہیں۔

(۱) ''تفسیر بالروایۃ'' جسے تفسیر بالماثور بھی کہتے ہیں۔

(۲) ''تفسیر بالدرایۃ'' جس کا دوسرا نام تفسیر بالرائی ہے۔

(۳) ''تفسیر بالاشارۃ'' جسے تفسیر اشاری کہا جاتا ہے۔

تیسری قسم اربابِ سلوک والتصوّف یعنی حضراتِ صوفیاء کرام کی تفسیر ہے تفسیر بالاشارۃ کے جواز اور عدم جواز میں علماء کا اختلاف چلا آرہا ہے۔امام زرقانی لکھتے ہیں:

هو تأويل القرآن لغير ظاهره لإشارةٍ خَفِيَّةٍ تظهر لأرباب السُّلوك والتصوُّف

تفسیر بالاشارہ تاویل قرآن کا نام ہے ظاہری مراد سے ہٹ کر مخفی اور پوشیدہ

اشارے جو صوفیاء کے دلوں پر منکشف ہوتے ہیں اس طور پر کہ ظاہری مراد اور ان کے مخفی دقائق اور اشارات میں موافقت و مطابقت ممکن ہو۔ (مناہل القرآن فی علوم القرآن: جلد ۲)

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ''الاتقان فی علوم القرآن'' میں امام ابن عطاء اللہ کی ''لطائف المنن'' سے ناقل گروہ صوفیاء کلام اللہ اور کلام رسول کی تفسیر و تشریح ایسے معانی سے فرماتے ہیں جن کے باطنی مفاہیم اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر منکشف کر دیتا ہے۔تفسیر مذکور ہذا کا مقبول ہونا پانچ چیزوں سے مشروط ہے۔

(۱) معنیٔ نظم قرآن سے جو کچھ ظاہر ہو رہا ہے یہ تفسیر اس کے منافی نہ ہو۔

(۲) تفسیر اشاری میں یہ دعویٰ بھی نہ کیا گیا ہو کہ ظاہری مراد سے ہٹ کر صرف یہی مراد ہے اور کچھ بھی نہیں۔

(۳) اس میں بعید اور تاویل نہ کی گئی ہو۔

(۴)　تفسیر مذکور کے لئے کوئی شرعی و عقلی معارض نہ ہو۔

(۵)　اس تفسیر کے لیے کوئی ایسا شاہد شرعی موجود ہو جو اس کی تصدیق و تائید کرے ملاحظہ فرمایئے۔　(مناہل العرفان فی علوم القرآن، جلد ۲، ص ۴۳۹)

قال الفریابی: حدّثنا سفیان عن یونس بن عبید عن الحسن قال قال رسول الله ﷺ لِکُلِ آیۃٍ ظَھرو بَطن. أخرجه الدّیلمی من حدیث عبد الرحمٰن بن عوف مرفوعًا　(الاتقان فی علوم القرآن)

حدیث ہذا کی وضاحت کرتے ہوئے امام جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے پانچ وجوہ زیبِ قرطاس کی ہیں۔ اختصار کے پیش نظر آخری حکایت شدہ قول پر اکتفاء کرتا ہوں۔

''إنَّ ظھرَھا ما ظھرَ من مَعانیھا لأھلِ العِلمِ بالظّاھر و بطنھا ما تَضمّنته من الأسرار التی اطّلع الله أربابَ الحقائقِ علیھا''

''یعنی: معانی قرآن میں سے اُس کا ظاہری معنی علمائے ظواہر سمجھ پاتے ہیں جبکہ معنی باطنی اسرار و معارف اور لطائف کو متضمن ہوتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ (اپنے بندگان خاص میں سے صرف) اربابِ حقیقت کو ہی آگاہ فرماتا ہے۔''

اس کی تائید اس قول سے بھی ہو جاتی ہے جسے امام ابن ابی حاتم، امام ضحاک کے حوالے سے ترجمان القرآن سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے لائے کہ ''قرآن ظاہر و باطنی علوم و فنون کا سرچشمہ ہے اس کے عجائب و غرائب لازوال ہیں اس کی گیرائی و گہرائی اور حقیقت تک رسائی ممکن ہیں۔[۱]

---

[۱] الاتقان فی علوم القرآن: جز ۴، ص ۲۲۱

بعض علماء کی تحقیق کے مطابق ''لِكُلِّ اٰيَةٍ سِتُّوْنَ اَلْفَ فَهْم'' یعنی معانی و مفاہیم کے اعتبار سے ہر آیت قرآنیہ ساٹھ ہزار معانی ومفاہیم پر مشتمل ہے۔

یہ اس بات پر زبردست دلالت ہے کہ دریائے قرآن میں غوطہ زن ہونا اور معانی و مفاہیم کے گوہر تابدار نکال لینا کچھ آسان کام نہیں۔ اس ساری بحث کی تائید میں علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

بعض صوفیاء محققین مثلاً صاحب فتوحاتِ مکیہ اور صاحبِ حقائق التفسیر (امام) السلمی کا مذہب یہ ہے کہ نُصوص سے ان کے ظاہری معنی وارد ہوتے ہیں لیکن اس کے ساتھ نُصوص میں ایسے دقائق کی طرف مخفی اشارات ہوتے ہیں جو اربابِ سلوک پر ہی منکشف ہوتے ہیں اور ظاہری معنی کے مخالف بھی نہیں ہوتے بلکہ ظاہری معنی اور ان دقائق کے درمیان جمع وتطبیق ممکن ہوتی ہے صوفیاء کا یہ مذہب خالصۃً اللہ کی معرفت ہے اور صوفیاء کے اس نظریے کی تائید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ہوتی ہے: ''لِكُلِّ اٰيَةٍ ظهر و باطن'' اس حدیث کو امام محی السُّنّۃ نے روایت کیا ہے۔ (نبراس: ص ۱۷)

اس لحاظ سے اہلِ باطن (صوفیاء) مجاہدین کے گھوڑوں کی یہ مذکورہ بالا صفات نفوسِ کاملہ کی صفات پر منطبق کرتے ہیں (لہٰذا معنی باطنی یوں قرار پاتا ہے) ''وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا (۱)'' یعنی (ان کامل و اکمل) نفوس کی قسم جو کمالات کی طلب اور مقام قُربِ الٰہی (کی جستجو) میں دوڑتے ہیں۔

''فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا (۲)''

''جو اپنے افکار واذکار کی بدولت انوار ومعارف کی تجلّیات ظاہر کرتے ہیں۔''

''فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا (۳)''

''خواہشات نفس (۱) اور اس کی عادات پر غلبہ پا کر اسے مغلوب بنا دیتے ہیں۔''

---

(۱) نفس کیا ہے؟

امام قشیری فرماتے ہیں:

صوفیاء کرام کی اصطلاح میں ایک لفظ ''نفس'' ہے ''نَفْسُ الشَّیْ'' کسی چیز کا وجود ہے۔ایک جماعت کے نزدیک لفظ نفس کے اطلاق سے مراد وجود نہیں اور نہ ہی وہ ڈھانچہ مراد لیا جاتا ہے بلکہ بندے کے وہ اوصاف ہیں جن میں کوئی خرابی ہو۔اسی طرح اس سے برے اخلاق اور افعال مراد لیے جاتے ہیں۔امام موصوف ذرا آگے چل کر فرماتے ہیں ممکن ہے کہ نفس ایک لطیف چیز ہو جسے انسان کے اس حصے میں رکھا گیا ہو جو مذموم اخلاق کا محل ہے جس طرح روح ایک لطیف چیز ہے جو جسم انسانی کے ڈھانچہ میں اس جگہ رکھی گئی ہے جو اچھے اخلاق کا محل ہے یہ دونوں وقتاً فوقتاً ایک دوسرے پر غالب آتے رہتے ہیں اور ان سب کا مجموعہ ''انسان'' کہلاتا ہے۔ملاحظہ فرمائیے: (رسالہ قشیریہ: ابوالقاسم عبدالکریم ہوازن قشیری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۶۵ھ اردو ترجمہ مفتی محمد صدیق ہزاری، ناشر (مکتبہ اعلیٰ حضرت) ص ۱۹۲)

حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لغوی اعتبار سے ''نفس'' سے مراد کسی چیز کا وجود یا اس کی حقیقت یا ذات ہوتی ہے لیکن محققین صوفیاء نفس کو شر کا منبع اور برائی کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔[1]

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ''اَعدیٰ عَدُوِّکَ نَفْسَکَ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیْکَ''
''تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہی ہے جو تیرے پہلو کے درمیان ہے۔''

سیدنا داتا علی ہجویری آگے چل کر تشریح و توضیح یوں بیان کرتے ہیں:

جب انسان کو نفس کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے تو وہ جان لیتا ہے کہ نفس کو ریاضت کے ذریعے قابو میں لایا جاسکتا ہے لیکن اسے اپنی اصل اور حقیقت کے اعتبار سے ختم نہیں کیا جاسکتا اگر طالب اسے اچھی طرح سے پہچان لیتا ہے تو وہ نفس پر حکمران ہو جاتا ہے۔[2]

شیخ ذوالنون مصری فرماتے ہیں: میں نے ایک مرتبہ ایک شخص کو ہوا میں اڑتے دیکھا پوچھا تمہیں

---

[1] کشف المحجوب اردو ترجمہ ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیری، ص ۳۲۶

[2] کشف المحجوب ص ۳۴۳، اردو ترجمہ ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیری

یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوا؟ کہا میں نے خواہش نفس کو پاؤں کے نیچے رکھ دیا تو میں اُس پر سوار ہو گیا۔[1]

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

(۱) نفس گھر کا چور ہے اور چور جب گھر میں ہی چھپا ہوا ہو تو اس سے محفوظ رہنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

(۲) نفس ایک محبوب دشمن ہے انسان کو جب کسی سے محبت ہوتی ہے تو اس کے عیوب نظر نہیں آتے بلکہ محبت کی وجہ سے محبوب کے عیوب دیکھنے سے اندھا ہو جاتا ہے۔[2]

(۳) سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اَلْعُبُوْدِیَّةُ اَنْ تَکُوْنَ لِیْ خَصْمًا عَلٰی نَفْسِکَ''

تیرے لیے حقیقت بندگی یہی ہے کہ اپنے نفس کی مخالفت و دشمنی کرنے والا بن جا۔[3]

پھر اس وقت نفس کی مخالفت اور حق تعالیٰ کی موافقت میں کمینے نفس کا دشمن ہو جا تیری دوستی اور بندگی خدا تعالیٰ کے لیے ہی ہو۔

''کُنْ خَصِیْمًا لِلّٰہِ عَلٰی نَفْسِکَ وَمُجَادِلًا لَھَا عَنْہُ وَمُحَارِبًا وَسَیَافًا وَ صَاحِبَ جُنْدِہٖ وَعَسْکَرِہٖ فَاِنَّھَا اَعْدَاءِ عَدُوِّ اللّٰہِ''[4]

''فَاَثَرْنَ بِہٖ نَقْعًا (۴)''

''کمالاتِ غناء کے حصول کا شوق انہیں رغبت دلاتا ہے پھر وہ اپنی کوشش اور بڑھا دیتے ہیں۔''

''فَوَسَطْنَ بِہٖ جَمْعًا (۵)''

''پھر وہ (نفوس قدسیہ) عالم بالا اور صفاتِ ملکوتی میں پرواز کرتے ہیں۔

علماء کہتے ہیں کہ ان نفوس کاملہ کی قسم بیان فرمائی کہ (اکثر) لوگ سعادتِ اُخروی اور قُربِ الٰہی کے حُصول میں غفلت و کوتاہی برتتے ہیں جبکہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہم قصور

---

[1] کشف المحجوب ص ۳۴۵، ۳۴۶، اُردو ترجمہ ابوالعلا محمد محی الدین جہانگیری

[2] منہاج العابدین

[3] شرح فتوح الغیب: ص ۵۴!!!!الشیخ عبدالحق مُحدِّث دہلوی ۱۰۵۲ھ

[4] شرح فتوح الغیب شیخ محقق مطبوعہ ۱۲۸۲ مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۲۶۶، ج ۲ص ۱۷۱ امام ابن تیمیہ موسستہ الشرف لاہور

وار ہیں بروزِ قیامت ہجوم غفلت، تعلقاتِ جسمانی اور نادانی کے سبب اعمال کا پردہ اُٹھ جائے گا، حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی اور معلوم ہوگا کہ (حقیقت) حال کیا ہے۔''

لہٰذا کیا ہی خوب ہے کہ غافل نہ رہیں، فراغت سے دم بھر نہ بیٹھیں اور کسی بھی حال میں ''مراقبہ[1] الٰہی'' کو ہاتھ سے جانے نہ دیں۔

مراقبہ:

مشہور مُحقق ملا غیاث الدین رامپوری مُصنّف ''غیاث اللغات'' نے مراقبہ کا لغوی معنی یوں لکھا:

''مراقبہ بضم میم وفتح قاف'' نگہبانی کردن یعنی دل را از خیالات غیر نگہبانی کردن یا آنکہ مراقبہ باہم گردن فرو انداختن چنانکہ پیر و مریداں بوقت توجہ باہم گردن فرو اندختہ می نشیند[2]

ترجمہ: مراقبہ (میم کے پیش اور ق کی زبر کے ساتھ) نگہبانی کرنا یعنی خیالاتِ غیر کو دل سے نکال پھینکنا یا اس لیے کہ ''مراقبہ'' میں گردن کو باہم نیچے کیا جاتا ہے جیسے پیر و مرید باہم توجہ کے وقت گردن کو جھکا کر بیٹھتے ہیں۔

''واللہ اعلم''

اور حقیقت حال اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

صاحب منازل السائرین لکھتے ہیں:

''اَلْمُرَاقَبَۃُ دَوَامُ لِمَلَاحَظَۃِ المقصود''

مقصود کو مسلسل دیکھتے رہنا مراقبہ کہلاتا ہے۔

(۱) سفیر حق بین، ہمہ وقت اس کا ملاحظہ کرتا ہے اور اس طرح تعظیم میں ڈوب جائے کہ

---

[1]

[2] بہار باران شرح گلستان سعدی: ص ۱۵، النوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی

بندہ خود سے بھی غافل ہو جائے۔

(۲) اس بات کا دھیان رکھے کہ نظرِ حق میری طرف متوجہ ہے۔

(''منازل السائرین الی الحق'' [۱]

اُردو ترجمہ بنام ''مسافرانِ حق کی منازل'' مترجم پروفیسر افتخار احمد حمید)

حضرت امام سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

مراقبہ وہ عمل ہے جس سے بندہ مرنے سے پہلے مر کر احوالِ حضوری اور اسرارِ الٰہی کا مشاہدہ کرتا ہے اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری سے مشرف ہوتا ہے۔ [۲]

☆☆☆

---

[۱] ابو اسماعیل صوفی عبداللہ بن محمد انصاری حربی متوفی ۴۸۱ھ

[۲] عین الفقر باب ششم فارسی مع اُردو ص ۲۷۹

الرسالة الثامنة والخمسون

تحصیل الغنائم والبرکات بتفسیر سورۂ والعادیات

اللّٰہ ورسولہ!

وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا ۙ سوگند خورد پروردگار عالم جل جلالہ باسپان غازیان کہ نفس میزنند در ہنگام دویدن و آواز اسپ راسہ نام است ''صہیل'' کہ بلند کند آواز را چنانکہ عادت است و''حمحمہ'' چنانکہ برای علف کند و''ضبح'' آواز نفس او در دویدن۔

و احادیث در فضیلت فرس بسیار واقع شدہ فرمودہ اند ''الخیر معقود فی نواصی الخیل'' نیکی بستہ شدہ است در ناصیہ ہای اسپان یعنی در موی پیشانی ایشان و کدام خیر بالاتر ازاں کہ بداں اعلای دین ونگونسازی کفار حاصل گردد۔

فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا ۙ ''پس بیرون آرندگان آتش از سنگ بسمہائ خویش''

وایں درحال دویدن بیشتر میشود۔

فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا ۙ ''پس غارت کنندگان در وقت صبح''

وایں صفت سواران است و چون بوساطت اسپان بو صفت ایشان داشتہ باشد و غارت اکثر در وقت صبح واقع میشود و در حدیث آمدہ است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در وقت صبح نزدیک بہ شہری وقریہ کہ غارت کند میرفت واگر آواز آن می شنید کہ علامت اہل اسلام است کہ بازمی ایستاد از غارت واگرنمی شنید می تاخت ومیزد۔

فَاَثَرْنَ بِہٖ نَقْعًا ۙ ''پس می انگیزند اسپان غبار را وقت صبح''

کہ لازم عدو دویدن است۔

فَوَسَطْنَ بِہٖ جَمْعًا ۙ ''پس درمیان می آیند گروہی را از اعداء دین''

یعنی می تازندومی درآیند و غالب میشوند و غارت میکنند دشمنانِ دین راواین سوگند خوردن باسپان درحقیقت برایٔ اظہار قدرومرتبہ وعزت غازیان است کہ اسپان ایشان را کہ ازقبیلہ حیوانات اند بجہت اعزاز واظہار دین این مرتبہ باشد غازیان راچہ قدروعزت خواہد بوداماسوگند برائے ایں معنی میخورد۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ”بدرستیکہ انسان بخاصیت بشریت وجبلت مر پروردگارخودراناسپاس است وبی فرمانی کنندہ وبخل ورزندہ است لکنود رابہرسہ معنی گفتہ اندو بعض گویند کہ مراد بانسان عبداللہ ابن ابی منافق است وایں سورۃ درمذمت وی نازل شدہ است باوجودآں اشارتست بآنکہ غازیان رابایدکہ شکر پروردگار تعالیٰ وتقدس کنند کہ ایشانرا باعدام ودفع دشمنان دین توفیق دادہ است وبربذل جان ومال خود برائے حق بخل نورزندہ بموج وخلط نیت بطلب دنیاوماسوای حق عاصی نہ شوند وآںمعنی مناسب ترآنست بسوگند خوردن باسپان وصفات ایشان مذکور شد۔

وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ وبدرستیکہ خداتعالیٰ بخل وکفران وعصیان انسان گواہ است وازان آگاہ است یا انسان برین احوال خود گواہ است بجہت ظہور آثار رازوی اگرچہ غافلست وبآن معترف نیست وتغافل می درزد۔

وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ”وبدرستیکہ انسان بردوست داشتن مال سخت است“ وخیر بمعنی مال کثیر درقرآن بسیارآمدہ است ومال رامال بجہت آن گویند کہ میل بدان جبلت آدمی زاداست ودروے خیرہم ہست اگر درراہ خداصرف کندوشدید معنی بخیل نیزآمدہ است یعنی چندان دوست میدارد مال راکہ شکرنعمت نمی کندودرراہ حق صرف نمی کندو بخل می وزدوکفران می نماید۔

اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ آیاپس نمی داندانسان چہ خواہد بودحال اودروقتیکہ براںگیختہ شودآنچہ درگورہا است یعنی زندہ گردانیدہ شوند

وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ وجمع کردہ شودوحاضرگردانیدہ آید چیزیکہ درسینہ ہا

است از خیر وشر وافعال واقوال وتخصیص بمافی الصدور برای آنست کہ پنہان است واعمال قلوب است وعمدہ واصل است واعمال جوارح فرع اوست۔

اِنَّ رَبَّهُمۡ بِهِمۡ يَوۡمَئِذٍ لَّخَبِيۡرٌ (۱۱) بدرستیکہ پروردگار آدمیان باقوال و افعال ایشان درروز رستخیز داناست وبر جزادادن اوتواناست پس در جمیع اقوال وافعال و احوال از خدا باید ترسید وتقوی ورزید وباللہ التوفیق۔

پوشید نماند کہ درحدیث آمدہ است کہ قرآن راظہر یست وبطنے ظہر آنکہ از ظاہر عبادت وی ہر حکم قواعد شریعت غریب معلوم میشود وبطن آنکہ بر بواطن ارباب مواجید واحوال لائح میگردد واین صفات را کہ براے اسپان غازیان مذکور شد اہل باطن بر صفات نفوس کاملہ فرود می آیند۔

و ''بعادیات'' یعنی نفوس کہ می دوند در طلب کمالات ومقام قرب الہی۔

''والموریات'' یعنی برآرندو مشتعل سازندہ وبافکار خود انوار معارف را۔

''والمغیرات'' وغارت کنندہ وغالب آیندہ بر ہوائے نفس وعادات وے بدست آرندہ وغنائم وفضائل وکمالات را۔

''فاثرن به نقعا'' می برانگیزد در شوق تحصیل کمالات غنا جدوجہد را۔

''فوسطن به جمعا'' ''پس در می آیند عالم علوی وصفت ملکوت را گویند'' سوگند باین نفوس کاملہ کہ آدمیان در تحصیل کمال وسعادت اخروی وقرب الہی کفران ورزندہ وتقصیر کنندہ ومیدانند کہ تقصیر میکنم وبسبب ہجوم غفلت وتعلقات جسمانی ونادانی آن روز کہ پردہ از روے کار برافتد وحقیقت منکشف گردد ومعلوم میشود کہ حال چیست پس باید کہ مراقبہ الہی را باحوال شان از دست ندہند وغافل نباشند وفارغ نہ نشیند۔ واللہ اعلم

☆☆

مصادر و مراجع

نمبر شمار	کتاب کا نام	مصنف و مترجم
۱	لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف تفسیر خازن	امام علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم خازن بغدادی متوفی ۷۲۵ھ
۲	تفسیر ''روح البیان''	شیخ اسماعیل حقی بروسی ۱۱۳۷ھ
۳	تفسیر مظہری	قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
۴	تفسیر فتح العزیز	شاہ عبدالعزیز مُحَدِّث دہلوی ۱۲۳۹ھ
۵	تفسیر جواہر القرآن المعروف تفسیر رضوی	مولانا حشمت علی خاں رضوی
۶	مناحل العرفان فی علوم القرآن	امام زُرقانی رحمۃ اللہ علیہ
۷	الاتقان فی علوم القرآن	امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
۸	جامع الصغیر فی احدیث البشیر النذیر	امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
۹	البھجۃ المرضیۃ فی شرح الفیۃ	امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
۱۰	الرسالۃ القشیریۃ	امام ابوالقاسم عبدالکریم ہوازن قشیری ۴۶۵ھ
۱۱	مدارج النبوۃ	شاہ عبدالحق مُحَدِّث دہلوی ۱۰۵۲ھ
۱۲	شرح فتوح الغیب	شاہ عبدالحق مُحَدِّث دہلوی ۱۰۵۲ھ
۱۳	شرح فتوح الغیب	علامہ ابن تیمیہ حرانی
۱۴	فاکہۃ البستان (عربی)	شیخ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی ۱۱۷۴ھ
۱۵	الازھار الزینیۃ فی شرح متن الفیۃ	امام سید احمد بن زینی دہلان مکی ۱۳۰۴ھ
۱۶	نعم الوجیز فی اعجاز القرآن العزیز	علامہ عبدالعزیز پرہاروی ۱۲۳۹ھ
۱۷	النبراس شرح، شرح عقائد	علامہ عبدالعزیز پرہاروی ۱۲۳۹ھ
۱۸	مسافران حق کی منازل (منازل السائرین)	مترجم: پروفیسر افتخار احمد حمید
۱۹	عین الفقر	امام سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ
۲۰	منہاج العابدین	مترجم: ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیری
۲۱	کشف المحجوب	مترجم: علامہ ابوالحسنات قادری
۲۲	بہار باران شرح گلستان	محقق ملا غیاث الدین رامپوری

☆☆☆

محترم المقام جناب..السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے تحت ہر ماہ ایک مفت کتاب شائع کرتی ہے جو کہ پاکستان بھر میں بذریعہ ڈاک بھیجی جاتی ہے گزشتہ دنوں جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) نے آئندہ سال 202ء کے لئے اپنے سلسلہ مفت اشاعت کی نئی پالیسی کا اعلان کیا ہے جس کے تحت ممبر شپ حاصل کرنے کی فیس 100/- روپے سالانہ ہی کو برقرار رکھا گیا ہے۔

اس خط کے ذریعے آپ سے التماس ہے کہ آپ اس خط کے آخر میں دیئے ہوئے فارم پر اپنا مکمل نام اور پتہ خوشخط لکھ کر ہمیں منی آرڈر کے ساتھ ارسال کردیں تاکہ آپ کو نئے سال کے لئے جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان کے سلسلہ مفت اشاعت کا ممبر بنالیا جائے۔صرف اور صرف منی آرڈر کے ذریعے بھیجی جانے والی رقم قابل قبول ہوگی، خط کے ذریعے نقد رقم بھیجنے والے حضرات کو ممبر شپ جاری نہیں کی جائے گی۔البتہ کراچی کے رہائشی یا دوسرے جو حضرات دستی طور پر دفتر میں آکر فیس جمع کروانا چاہیں تو وہ روزانہ شام 5 بجے سے رات 12 بجے تک رابطہ کرسکتے ہیں ممبر شپ فارم جلد از جلد جمع کروائیں۔دسمبر تک وصول ہونے والے ممبر شپ فارم پر سال کی پوری 12 کتابیں ارسال کی جائیں گی البتہ اس کے بعد موصول ہونے والے ممبر شپ فارمز پر مہینے کے اعتبار سے بتدریج ایک ایک کتاب کم ارسال کی جائے گی مثلاً اگر کسی کا فارم جنوری میں موصول ہوا تو اسے 11 کتابیں اور اگر کسی کا فروری میں موصول ہوا تو اسے 10 کتابیں ارسال کی جائیں گی۔

نوٹ: اپنا نام، پتہ، موجودہ ممبر شپ نمبر (منی آرڈر اور فارم دونوں پر) اردو زبان میں نہایت خوشخط اور خوب واضح لکھیں تاکہ کتابیں بروقت اور آسانی کے ساتھ آپ تک پہنچ سکیں۔نیز پرانے ممبران کو خط لکھنا ضروری نہیں بلکہ منی آرڈر پر اپنا موجودہ ممبر شپ نمبر لکھ کر روانہ کردیں اور خط لکھنے والے حضرات جس نام سے منی آرڈر بھیجیں خط بھی اسی نام سے روانہ کریں۔منی آرڈر میں اپنا فون نمبر ضرور تحریر کریں۔تمام حضرات دسمبر تک اپنا فارم جمع کرادیں۔

ہمارا پوسٹل ایڈریس یہ ہے:

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی۔74000

فقط

علامہ مہربان قادری (معاون محمد سعید رضا)

شعبہ نشرو اشاعت 021-32439799

0314-2021215

نام..ولدیت..

مکمل پتہ..

....قریبی مشہور جگہ..

موبائل نمبر/فون نمبر..سابقہ سیریل نمبر..

نوٹ: ایک سے زائد افراد ایک ہی منی آرڈر میں رقم روانہ کرسکتے ہیں اور فارم نہ ملنے کی صورت میں اس کی فوٹو کاپی استعمال کی جاسکتی ہے۔برائے کرم اپنا موبائل نمبر ضرور تحریر کریں تاکہ رابطہ کرنے میں آسانی ہو۔

طلاق ثلاثہ

کا شرعی حکم

مؤلف

شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

(رئیس دار الافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت)

مرتب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی مدظلہ العالی

(ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعتِ اہلسنّت)

ناشر

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت (پاکستان)

العروۃ فی مناسک الحج و العمرۃ

فتاویٰ حج وعمرہ

مؤلف

شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت)

مرتب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی مدظلہ العالی

(ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعتِ اہلسنّت)

ناشر

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت

توہینِ رسالت
اور اسلامی قوانین

تالیف
شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق وتخریج
علامہ عبداللہ فہیمی مدظلہ العالی

ترجمہ وحواشی
مفتی ابومحمد اعجاز احمد مدظلہ العالی

تقدیم
حضرت علّامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی
(شیخ الحدیث ورئیس دارالافتاء جامعۃ النور)

ناشر
جمعیت اشاعتِ اہلسنّت (پاکستان)

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کی سرگرمیاں

مدارسِ حفظ وناظرہ (للبنین، للبنات)

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت صبح، دوپہر اور رات کو حفظ و ناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں
جہاں قرآنِ پاک حفظ و ناظرہ کی تعلیم مفت دی جاتی ہے۔

درسِ نظامی (للبنین، للبنات)

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت صبح، دوپہر اور رات کے اوقات میں ماہر اساتذہ کی زیرِ نگرانی درسِ نظامی
کی کلاسیں لگائی جاتی ہیں۔

تخصّص فی الفقہ الإسلامی

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت رات کے اوقات میں ماہر اساتذہ کی زیرِ نگرانی تخصص فی الفقہ الاسلامی
کی کلاسیں لگائی جاتی ہیں۔

دارالإفتاء

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت مسلمانوں کے روزمرہ کے مسائل میں دینی رہنمائی کے لئے عرصہ دراز
سے دارالِافتاء بھی قائم ہے۔

مفت سلسلۂ اشاعت

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے جس کے تحت ہر ماہ مُقتدر علماء اہلسنّت کی
کتابیں مفت شائع کرکے تقسیم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

کُتب لائبریری

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے جس میں مختلف علماء کرام کے نادر و نایاب
مخطوطات، عربی و اردو کُتب مطالعہ کے لئے دستیاب ہیں۔

روحانی پروگرام

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت ہر اتوار عصر تا مغرب ختمِ قادریہ اور خصوصی دعا۔ تسکینِ روح اور
تقویتِ ایمان کے لئے شرکت کریں۔

النور اکیڈمی

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت دینی و دنیاوی تعلیم کے حسین امتزاج سے اپنے بچوں اور بچیوں کو مزین کریں۔
صبح کے اوقات میں رابطہ فرمائیں۔

درسِ شفاء شریف

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت
کے تحت خواتین کے لئے ہر پیر و منگل صبح دس سے گیارہ بجے درس ہوتا ہے جس
میں شرکت کے لئے صبح کے اوقات میں رابطہ فرمائیں۔